حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

سیّد ریاض حسین شاہ

علوی مشرب کا فقیر خدا مست

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

خطبات

(24)

سید ریاض حسین شاہ

اتفاق اسلامک سنٹر، ایچ بلاک، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 042-35838038

زندگی کا منشور ہی جب پائے یار کے نقوش جمیلہ کا کھوج لگانا ہو پھر سجدے سجدوں کے لیے نہیں ہوتے اور ''رکوع برائے رکوع'' نہیں ہوتے۔ زلف یار کی خوشبو، جستجوئے یار میں بے تاب رکھتی ہے پھر اس نوعیت کے معمولات جذب کی ادائیں ہوتی ہیں اویس رضی اللہ عنہ کیوں نہ ایسے کرتے وہ تو وارفتہ ادا لوگوں کے امام تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انگلینڈ کی اس ٹھنڈی رات میں عشق کا الاؤ روشن کرنے کے لیے ''اویس قرنی رضی اللہ عنہ'' کے نام کا انتخاب اچھا لگا ہے۔ ہم جس ''دورِ بے غور'' یا زمانہ ارتقاء سے گزر رہے ہیں ہر چیز مہنگی سے مہنگی اور گراں درگراں ہوتی جارہی ہے۔ ''سیل'' صرف آدمیت کی لگی ہے۔ کسی شاعر نے کتنی اچھی بات کی تھی:

عجیب دور ہے یہ دورِ ارتقاء اے دوست
ہر اک کی قدر بڑھی ، قدرِ آدمی نہ رہی

موت کی آغوش میں پہنچنے والے خوش نصیب ہیں جنہیں زندہ کہا جاسکتا ہے اور زمین پر چلنے والے زندہ درگور ہوکر بے بسی کی ہچکیاں لے رہے ہیں۔ عمران چوہدری کو خیال آ گیا یا کسی نے ان کے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ دنیا والے پریشان ہیں اور راہبر کی تلاش میں ہر صدائے جرس پر بے اذاں قافلوں کا انتخاب کررہے ہیں۔

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہ رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

''اویس قرنی رضی اللہ عنہ'' کا نام پاتالِ مغرب میں دراصل ایک اعلان ہے، ایک اذان ہے۔۔۔ ایک اظہار ہے اور ایک سراغ زندگی پا جانے کا نظارۂ حق طبل صداقت اور نعرۂ قلندرانہ:

اے دوست جلد آ کہ تیرے قدر داں ہیں ہم

کہتے ہیں یہ جملہ کسی شاعر کی ناقدری کا نوحہ تھا کہ اس نے کہا تھا:

اے موت جلد آ کہ کوئی قدر داں نہیں

شکووں، شکایتوں، نا اُمیدیوں، حرص و آز، طمع اور لالچ کی دنیا میں بسنے والوں کے سامنے ''اویس قرنی رضی اللہ عنہ'' کا نام رکھ دینا ایسے ہی ہے جیسے ختم درود نہ ماننے والوں کے سامنے گیارھویں کا حلوہ رکھ دینا ہے لیکن سورج تو سورج ہی ہے جس کا کام روشنی دینا ہے۔ ''اویس قرنی رضی اللہ عنہ'' حوصلوں اور ہمت مردانہ اور تلاش محبوب کی دنیا میں مہر درخشندہ کی حیثیت رکھتا ہے۔
آج ضرورت تھی کہ ہم اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو یاد کرتے اور اپنے جدید نشست گاہوں کے زرق برق ماحول میں برقی قمقمے تھوڑی دیر بجھا کر صحرائے یمن کا تصور کرتے ہوئے اس مرد حق کی خوبصورت زندگی کی شمع روشن کر کے زندگی کو سمجھنے کی کوشش کرتے اور غور سے دیکھتے کامیاب زندگی کا اصل راز کیا ہے؟

اس وقت دفعتہً میری نظر فرات کے کنارے ایک شخص پر جا پڑی ہے اور میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ مجھے حقیقتاً رقہ میں اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار کے سامنے دریا کا وہ کنارہ دیکھنے کی سعادت ملی بلکہ اشراق کے وقت جب میں وضو کرنے لگا تو مجھے محسوس ہوا دریا کے ایک کنارے بزم علم کا دولھا اور رزم حق کا بطل علی کھڑا ہے اور دوسری جانب ان کا مرید خاص پانی کی چھاگل میں پانی الیم کر کہیں فیض بانٹنے کی تیاری کر رہا ہے۔ میری طرح پوری دنیا کو ایک دفعہ ضرور دیکھنا چاہیے۔

اویس رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ آخر علی رضی اللہ عنہ ہی کے کیوں بنے تھے؟

اور آج تک صدق و امانت کی راہ جو بھی چلا ہے ممکن ہی نہیں

اس نے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ نہ چومے ہوں

قافلۂ صدق کے راہیو!

دجلہ اور فرات کے کنارے محبت کی تاریخ جس نے بھی رقم کی ہے سوالیہ نشان (؟) کے ساتھ تڑپتے حروف کی ایک سوغات اور پھر فرات کے کنارے بیٹھے ہوئے ایک مجذوب محبت کی زیارت

وہ اٹھتا ہوا اک دھواں اول اول
وہ بجھتی سی چنگاریاں آخر آخر
قیامت کا طوفاں صحرا میں اول
غبارِ رہ کارواں آخر آخر

اویس رضی اللہ عنہ امشتاق زیارت تابعی انہیں ڈھونڈتے تلاش کرتے فرات کے کنارے جا پہنچا شمیم روحانیت نے انہیں کھینچ لیا

دیکھا کہ ایک شخص ہے جو نماز ظہر کے لیے لب فرات وضو کر رہا ہے

رنگ گندم گوں

چہرہ شاداں و فرحاں

جسم فربہ اور بال گھنے

تشخص دبدبہ دار

نگاہیں مہیب لیکن روح میں کھب جانے والی

اداؤں میں مستی

طرز مجذوبانہ

ایسے جیسے آکاش کی بستی میں

کوئی محبت کے سمندر میں تیر رہا ہو

لباس مختصر

لیکن صوف کی چادر اوڑھے

آنے والے نے ''سلام'' دیا

جواب میں سنت کی مہک بکھری

لیکن زائر ''ہرم رضی اللہ عنہ'' کہتے ہیں میں نے مصافحہ کرنا چاہا

لیکن مصافحہ کرنے سے اویس رضی اللہ عنہ نے انکار کردیا

اور فرمایا:

خدا تمہیں زندہ رکھے

ہرم کہتے ہیں میں نے عرض کی

اویس رضی اللہ عنہ اللہ تم پر رحمت فرمائے

تمہارا کیا حال ہے؟

ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اویس کی ظاہری حالت دیکھ کر میرے آنسو نکل آئے

اویس رضی اللہ عنہ نے مجھے روتا دیکھ کر فرمایا:

''ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ اللہ تم پر رحم کرے۔

میرے بھائی تم کیسے ہو؟

تمہیں میرے بارے میں کس نے خبر دی؟

میں نے کہا:

''خدا نے''

اس پر انہوں نے جواب دیا:

لا الہ الا اللہ

سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعو لا حین سمانی

ہرم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

میری اور اویس رضی اللہ عنہ کی باہم شناسائی نہ تھی

لیکن آپ نے برجستہ میرا اور میرے والد کا نام لیا

مجھے حیرت ہوئی، میں نے پوچھا

میرا اور میرے باپ کا نام آپ کو کس نے بتایا

آپ فرمانے لگے:

"علیم وخبیر نے"

علیم وخبیر جب تمہارے نفس نے میرے نفس کے ساتھ باتیں کیں

اسی وقت میری روح نے تمہاری روح کو پہچانا

زندہ لوگوں کی طرح روحوں کی بھی جان ہوتی ہے

مومن آپس میں نہ بھی ملیں وہ پھر بھی

ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں

وہ خدا کے روح ورحمت کے وسیلہ سے ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں

وہ تیری شان تکلم کہ سامعہ حیراں

سبھوں کی تو نے نظر موڑ دی جدھر دیکھا

مجھے نہیں معلوم آپ کیا سمجھے

لیکن میں نے زندگی کا راز پالیا

مومن کی روح مومن سے باتیں کرتی ہے

اسے پہچانتی ہے

آج قحط الرجال کے دور میں اصل المیہ یہ ہے کہ

ہم صرف خود کو پہچانتے ہیں۔

اویس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خود کو ہی نہ دیکھو بلکہ ربّ کی

رحمت کے وسیلہ سے ادھر ادھر بھی دیکھنے کی کوشش کرو

اپنوں کی پہچان ہی کامیابی کا زینہ ہے''۔

ایک دوسرے کے وجود کو کلہاڑوں سے کاٹنے والو!

صبح شام ایک دوسرے کی عزت کے ساتھ کھیلنے والو!

بدظنی کا مسلک رکھنے والو!

اویس تو اویس رضی اللہ عنہ ہے اگر اسے مرشد، مربی اور آقائے نعمت گردانتے ہو تو پھر ہر عزت والے کی عزت کرنی ہوگی۔

فرات کے کنارے درویشی، قلندری، فقیری اور ولایت کا ایک آئینہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نصب کر دیا گیا ہے۔

وہاں دیکھنے کے بعد تو لگتا ہے

ہماری فقیریاں فرات میں بہہ گئی ہیں

ہمارے پلے کچھ نہیں بچا

''اویس قرنی رضی اللہ عنہ''

اہل فراق کا شبستان وصل اور تشنہ کامان عشق کا آب حیات ہے۔ وہ محبت کا راز پانے والے بھی ہیں اور عشق کے اسرارِ سربستہ کھولنے والے ''عرفان کشا'' بھی ہیں۔ ان کی ذات میں آرزوئے حسن کے عرشی جلوے معراج پر دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی لذت حضوری امر بالمعروف کا نیا آہنگ رکھتی ہے۔

ان کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث سنائیں۔

آپ فرماتے ہیں:

''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا اور نہ آپ کی صحبت کے جلوے مجھے ملے میں نے آپ کو دیکھنے والوں کو دیکھا ہے البتہ تم لوگوں کی طرح مجھے بھی آپ کی

حدیثیں پہنچی ہیں لیکن میں یہ دروازہ نہیں کھولنا چاہتا ہوں کہ محدث، قاضی یا مفتی بنوں''۔

''اویس قرنی رضی اللہ عنہ'' ایک جمالیاتی، باعمل، خوش اخلاق اور عظیم انسان تھا۔ان کی زندگی میں بے مقصد ابحاث کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ ہائے میرا دور علمائے کرام کے پاسپورٹوں پر ''شیخ الاسلام'' لکھا ہو، لاٹھیوں کی ہتھیوں پر پیر طریقت کندہ کیا جائے، جامع المعقولات سے لے کر ''رازیٔ وقت'' عطارِ دِ زمانہ، مریخ دوراں'' زحل زماں کیا کیا ہم بن گئے، ایک صاحب سے پوچھا: ''عبارت تو سیدھی ہے نہیں لیکن آپ ہر جگہ فرماتے ہیں: ''میں نے قاضی پڑھی ہے، قینیہ پڑھایا ہے، صدرا یاد ہے اور بدرا یاد کروایا ہے''۔

کہنے لگے جھوٹ تو نہیں ٹائٹل پر جو لکھا ہوتا ہے سب پڑھا ہے۔

آپ کو پسند آئے نہ آئے مجھے تو اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے الفاظ بہت اچھے لگے ہیں:

''لیکن میں دروازہ نہیں کھولنا چاہتا کہ محدث، قاضی یا مفتی کہلاؤں''۔

''اویس قرنی رضی اللہ عنہ'' دعا فرمایا کرتے تھے:

''اے بار الٰہ! میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ مانگتا ہوں''۔ (ابن عساکر)

انسان اگر سوچے تو اس کی مدت حیات ایک صبح اور ایک شام سے زیادہ نہیں۔ صبح آنکھ کھلی اور دوپہر یہ وہ اور ادھر ادھر میں گزر گئی اور رات آئی تو آنکھیں پھر بند، دانا شخص کبھی غافل سو نہیں سکتا اور جاہل کبھی درد بھری رات پا نہیں سکتا۔

یہی حال ہے ہر دم کھانے پینے میں مست اور وارفتہ رہنے والے کا، ایسا ''مجنون عیاشی''، عظمتوں کو کبھی چھو نہیں سکتا۔

اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی دعا ایک غافل قوم کے لیے تازیانہ ہے اور نشاطِ صبحگاہی کی ایک علامت بھی ہے۔اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی راتیں سحر گاہی کا تماشہ بھی ہیں اور منزل پا جانے والی قوم کا

منشور ریاضت بھی ہیں۔

اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زندگی سے یہ سراغ ضرور پانا چاہیے کہ فطرت نے انہیں جاگنے والی آنکھ کا عطیہ دے رکھا تھا۔

تذکرۃ الاولیاء میں پڑھا کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ گٹھلیاں چن کر بیچتے اور اس کی قیمت سے قوت لا یموت حاصل کرتے۔

طبقات ابن سعد میں یہ حقیقت روایت کی گئی کہ اویس رضی اللہ عنہ ایک بوسیدہ اور ٹوٹے ہوئے جھونپڑے میں رہا کرتے تھے۔ اس معاملہ میں ان کا طرز زندگی مرشد و مولا علی رضی اللہ عنہ کا تھا۔ بہت سے لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کو اس لیے نہ مانا کہ وہ اپنے محلات چھوڑ کر جھونپڑے کی زندگی اختیار نہ کر سکے، دنیا اگر علی رضی اللہ عنہ اور اویس رضی اللہ عنہ کی زندگی اپنا نہیں سکتی تو تلوار لے کر ان کے پیچھے تو نہ پڑ جائے کسی کی غریبی کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے۔

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر

تو چہ دانی کہ دریں خاک سوارے باشد

علی رضی اللہ عنہ ہوں یا اویس رضی اللہ عنہ مٹی سے بنائے کچے گھروں میں رہتے

اویس رضی اللہ عنہ کا مقولہ اگر کر سکتے ہو تو آب زر سے لکھوا کر تاج محل کی پیشانی پر آویزاں کر دو:

"دولت اکٹھی کرنے والا کبھی اپنے اللہ کے قرب کی خوشبو نہیں پا سکتا"۔

کتنا عظیم انسان تھا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے حسن سلوک کرنا چاہا لیکن اویس رضی اللہ عنہ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ننگے بدن اور بھوکے پیٹ سے زندگی گزار دینا انسب جانا۔

آپ اکثر دعا فرماتے:

"اے اللہ! اے میرے ربّ خستہ جگر، بھوکے پیٹ اور ننگے بدن کی معذرت چاہتا ہوں میں نے کبھی کچھ جمع نہیں کیا"۔ (مستدرک)

اویس رضی اللہ عنہ کی اس طرزِ زندگی میں ہمیشہ جذباتِ خیر پھولوں کی مانند مہکتے رہے اور آپ ایک ایسی خوبصورت ''کتاب اصول'' چھوڑ گئے جسے پڑھ کر زندگی امن اور سکون کا گہوارہ بنائی جا سکتی ہے۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حسن سلوک کہ والی کوفہ آپ کے قدموں میں حاضر ہو رہا ہے۔ قبول کرنے سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ آب زر سے لکھے جانے والے الفاظ ارشاد فرمائے:

''میں زمرۂ عوام میں رہنا پسند کرتا ہوں''۔

ایک مسلک تصوف یہ ہے کہ ''خاصاں دی گل عاماں اگے'' لیکن اویس رضی اللہ عنہ کا طرز فکر عوام میں گھل مل کر رہنا، محامد کو چھپا لینا، ناموری سے بھاگنا ہے۔ بڑے خوبصورت لفظ لیکن مشکل پگڈنڈی ہے جس پر اویس قرنی رضی اللہ عنہ چلتے رہے۔

مستدرک نے ایک طویل قصہ لکھا کہ اویس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حلقۂ ذکر سے صرف اس لیے غیر حاضر ہوئے کہ اس کے پاس چادر اوڑھنے کے لیے نہیں تھی۔ اسیر بن جابر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی چادر دی لیکن آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

''میں کسی کی چادر اوڑھ کر ریاکار نہیں بننا چاہتا نہ ہی کسی آدمی سے چادر کے لیے چمٹا رہنا پسند کرتا ہوں''۔

''اویس قرنی رضی اللہ عنہ'' کبھی ملتے تو میں ان کے قدم چومتا یہاں تو ''دنیا'' میں دین چلتا ہی یہ ہے کہ

دولت دوں کی خاطر چمٹو

رئیسوں کی دہلیز سے لگے رہو

پنجابی میں کہتے ہیں ''دبی رکھو''۔

''اویس رضی اللہ عنہ زندہ باد''

قرن کا تاجدار زندہ باد

علوی اداؤں کا امین زندہ باد

فقر غیور کا پاسباں زندہ باد۔

میں کسی کے ساتھ چادر کے لیے کیوں چمٹوں؟

ابن عساکر نے کہا:

''کہ آپ کی ایک رات قیام میں گزرتی دوسری رکوع میں اور تیسری سجدہ میں''۔

زندگی کا منشور ہی جب پائے یار کے نقوش جمیلہ کا کھوج لگانا ہو پھر سجدے سجدوں کے لیے نہیں ہوتے اور ''رکوع برائے رکوع'' نہیں ہوتے۔ زلف یار کی خوشبو، جستجوئے یار میں بے تاب رکھتی ہے پھر اس نوعیت کے معمولات جذب کی ادائیں ہوتی ہیں اویس رضی اللہ عنہ کیوں نہ ایسے کرتے وہ تو وارفتہ ادا لوگوں کے امام تھے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد

باتیں دولت از گفتار خیزد

اب مسلم شریف کی صدائے رحمت سن لیں جو سرمایۂ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ تھا:

''خیر التابعین قبیلہ مراد کا ایک فرد فرید ہے، نام اس کا اویس ہے، وہ تمہارے پاس یمن کی امداد میں آئے گا اس کے جسم پر برص کے نشانات ہیں۔ زیادہ مٹ چکے درہم کے برابر باقی ہے۔ اس کی ماں بھی ہے جس کی وہ خدمت کرتا ہے۔ جب وہ اللہ کی قسم کھاتا ہے تو پھر اسے پوری کرتا ہے اگر تم اس کی دعائے مغفرت حاصل کر سکو تو کرنا''۔

ایک ایسا دور جس میں طیاروں کی پرواز، سیاروں کی گردش اور میزائلوں کی برسات دیکھ دیکھ کر انسان اس قدر خیرہ چشم ہو گیا ہے کہ وہ پہلے تو الٰہ کو مانتا ہی نہیں مانے تو ''میزان مساوات'' کا وہ شیدائی ہو کر اپنے جیسا کسی کو سمجھتا ہی نہیں اور پھر دعویٰ کرتا ہے مجھے کسی وسیلہ کی ضرورت نہیں

میں بلا واسطہ ہی خدا تک پہنچ جاؤں گا۔

اویس کتنے معنیٰ رسا شخص تھے

جن سے ملنے عمر تشریف لائے اور

علی رضی اللہ عنہ جو ان کے مرشدِ محبت تھے

وہ بھی جلوہ افروز ہوئے اور

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا:

''اگر تم اس کی دعائے مغفرت حاصل کر سکو تو کرنا''۔

واہ سبحان اللہ

ایک مرتبہ مکہ شریف میں مالکی صاحب کی خدمت میں حاضری ہوئی اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذکر چھڑ گیا، کسی شخص نے کہا کہ امام مالک تو ان کے وجود سے انکار کرتے تھے۔ نبھانی اور ابن عدی وغیرہ نے یہ باتیں نقل کی ہیں، بڑی خوبصورت بات مالکی صاحب نے فرمائی:

امام مالک ہمارے امام ہیں

ممکن ہے ان کی سوچ یہ ہو

اویس رضی اللہ عنہ نے اللہ کی محبت میں

اپنے آپ کو ایسا گم کیا جیسے

ان کا وجود ہی نہ رہا ہو۔۔۔۔''

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ایک روحانی مراسلہ ملاحظہ ہو:

میں ایک ضعیف اور کمزور انسان ہوں

آپ میرے پیچھے پیچھے کیوں چلتے ہیں

میری کچھ ضروریات بھی ہوتی ہیں

اللہ تم پر رحم کرے اگر کسی کو مجھ سے کوئی کام ہو تو

وہ مجھے عشاء کی نماز کے بعد مل لیا کرے

اس مجلس میں تین قسم کے لوگ آتے ہیں:

دانا مومن

بے سمجھ مومن

اور منافق

ان تینوں کی مثال ایک درخت اور بارش کی ہے

اگر شاداب درختوں پر پانی برسے تو ان کا حسن نکھر جاتا ہے

اور اگر پھل دینے والے درختوں پر بارش برسے

تو وہ پھل دینے لگ جاتے ہیں

اور اگر خشک گھاس پر پانی برسے

تو وہ اسے توڑ دیتا ہے

آج بھی مومنین اور فاسقین اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے اس قول کا مصداق بنے ہوئے ہیں

میں صرف اتنا کہوں گا تمہارا اویس تم سے یہ کہتا ہے کہ

پھل دینے والا درخت بنو

بے پھل اور بے رونق ہونا تمہارا منشور حیات نہیں۔

فقیرانہ شذرات کا آخری جرعہ محبت

اویس رضی اللہ عنہ کے فقر کی جب شہرت ہونے لگی تو آپ روپوش ہو گئے۔

آپ کی تمنا تھی کہ آپ کو شہادت کا رتبہ ملے اور آپ کی یہ تمنا پوری ہوئی اور آپ اللہ اللہ اللہ کرتے ہوئے تشیع نہیں بلکہ صدق کی راہوں میں علی علی کرتے علی مایت علی رضی اللہ عنہ ہی کو حق جانتے مانتے علی رضی اللہ عنہ کی صفوں میں شہادت کے رتبے سے ہمکنار ہو گئے جسم پر چالیس زخم پائے۔

اویس رضی اللہ عنہ کے جسم کا ہر زخم

تمہیں اللہ سے، مصطفیٰ ﷺ سے، عمر رضی اللہ عنہ سے بھی

اور علی، علی، علی رضی اللہ عنہ سے وفا کا درس دیتا ہے

علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے غدار مت بنو۔

رب راکھا۔

❁❁❁❁❁